بیان نمبر 08

جوشِ ایمانی

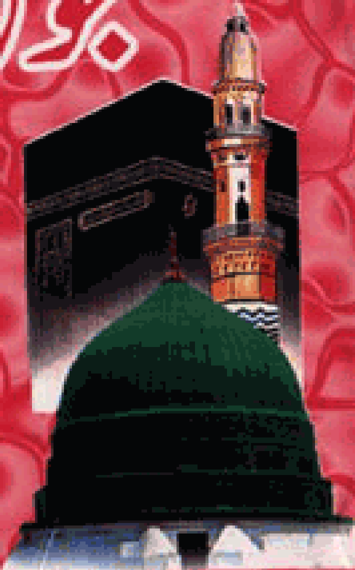

امیرِ اہلسنّت بانیِ دعوتِ اسلامی
حضرت علامہ مولانا

محمد الیاس عطار قادری رضوی

کے بیان کا تحریری گلدستہ

پیشکش

شہزادہ عطار
حاجی احمد رضا قادری رضوی

فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران پرانی سبزی منڈی کراچی فون: 4921389 - 90-91

شہید مسجد کھارادر کراچی فون: 2314045 - 2203311
FAX : 2201479

Email : maktaba@dawateislami.net
www.dawateislami.net

مکتبۃ المدینہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

جوشِ ایمانی

غالبًا آپ کو شیطان یہ رسالہ پورا نہیں پڑھنے دے گا مگر آپ کوشش کر کے پورا پڑھ کر شیطٰن کے وار کو ناکام بنادیجئے۔

﴿یہ بیان امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ نے قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے تین روزہ بین الاقوامی اجتماع (۲،۳،۴ رجب المرجب ۱۴۱۹ھ مدینۃ الاولیاء ملتان) کی آخری نشست میں فرمایا۔ ضروری ترمیم کے ساتھ حاضرِ تحریر خدمت ہے۔ احمد رضا ابن عطار عفی عنہ﴾

''سعادۃ الدارین'' میں ہے، حضرت سیدنا ابراہیم بن علی بن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، میں نے خواب میں جنابِ رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کا دِیدار کیا تو عرض کیا، سرکار صلی اللہ علیہ وسلم ! میں آپ کی شفاعت کا طلبگار ہوں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اکثر من الصلوٰۃ علی یعنی ''مجھ پر کثرت کے ساتھ دُرودِ پاک پڑھا کرو''۔

صلّوا علی الحبیب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحمَّد !

مَدَنی مُنّے کا جوش ایمانی

رات کا پچھلا پہر تھا سارے کا رسارا مدینہ نُور میں ڈوبا ہوا تھا اہلِ مدینہ رَحمت کی چادر اوڑھے محوِ خواب تھے اتنے میں مؤذِّنِ رسول اللہ حضرتِ سیِّدُ نا بلال حبشی عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہ کی پُر کیف صدا مدینہ منورہ کی گلیوں میں گونج اُٹھی، ''آج نمازِ فجر کے بعد مجاہدین کی فوج ایک عظیم مُہم پر روانہ ہورہی ہے۔ مدینۂ منوّرہ کی مقدس بیبیاں اپنے شہزادوں کو جنّت کا دولھا بنا کر فوراً دربارِ رسالت میں حاضر ہو جائیں''۔

ایک بیوہ صَحابِیّہ رضی اللہ عنہا اپنے چھ سالہ یتیم شہزادے کو پہلو میں لٹائے سو رہی تھیں۔ حضرتِ سیِّدُ نا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا اعلان سن کر چونک پڑیں۔ دِل کا ذخم ہرا ہوگیا۔ یتیم بچّے کے والِد گرامی گزشتہ برس غزوۂ بدر میں شہید ہوچکے تھے، ایک بار پھر شجرِ اسلام کی آبیاری کے لئے خون کی ضَرورت دَرپیش تھی۔ مگر ان کے پاس چھ سالہ مَدَنی مُنّے کے علاوہ کوئی اور نہ تھا۔ سینے میں تھما ہوا طوفان آنکھوں کے ذَرِیعہ اُمنڈ آیا۔ آہوں اور سِسکیوں کی آواز سے مَدَنی مُنّے کی آنکھ کھل گئی۔ ماں کو روتا دیکھ کر بیقرار ہو کر کہنے لگا، ماں! کیوں رورہی ہو؟ کہاں دَرد ہورہا ہے؟ ماں مَدَنی مُنّے کو اپنے دِل کا دَرد کس طرح سمجھاتی۔ اُس کے رونے کی آواز مزید تیز ہوگئی۔ ماں کی گریہ وزاری کے تأثُّر سے مَدَنی مُنا بھی رونے لگ گیا۔ ماں نے اپنے جذبات پر بکوشش تمام قابو پاتے ہوئے کہا،

بیٹا! ابھی ابھی سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا ہے، ''مجاہدین کی فوج میدانِ جنگ کی طرف روانہ ہورہی ہے۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جاں نثاروں کو طلب فرمایا ہے۔ کتنی بخت بیدار ہیں وہ مائیں جو آج اپنے نوجوان شہزادوں کا نذرانہ لئے دربارِ رسالت میں حاضر ہوکر اشکبار آنکھوں سے التجائیں کررہی ہوں گی۔ یارسول اللہ عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم! ہم اپنے جگر پارے آپ کے قدموں پر نثار کرنے کے لئے لائی ہیں، آقا صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے ارمانوں کی حقیر قربانیاں قبول فرمالیں سرکار! عمر بھر کی محنت وُصول ہوجائے''۔ اتنا کہہ کر ماں ایک بار پھر رونے لگی اور بھرائی آواز میں کہا، کاش! میری گود میں بھی کوئی نوجوان بیٹا ہوتا اور میں بھی اپنا نذرانہ شوق لیکر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوجاتی۔ مَدَنی مُنّا ماں کو پھر روتا دیکھ کر مچل گیا اور اپنی ماں کو چپ کرواتے ہوئے **جوشِ ایمانی** کے جذبے کے ساتھ کہنے لگا، ماں! مت رو۔ آپ مجھی کو پیش کردینا۔ ماں بولی، بیٹا تم ابھی کمسن ہو، میدان کارزار میں دشمنانِ خونخوار سے پالا پڑتا ہے۔ تم تلوار کی کاٹ برداشت نہیں کرسکو گے۔ مدنی منے کی ضِد کے سامنے بالآخر ماں کو ہتھیار ڈالنے ہی پڑے۔ نمازِ فجر کے بعد **مَسجد نبوی الشریف علیٰ صَاحبِہا الصّلوٰۃ و السّلام** کے باہر میدان میں مجاہدین کا ہجوم ہوگیا ان سے فارغ ہوکر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لا ہی رہے تھے کہ ایک پردہ پوش خاتون پر نظر پڑی جو اپنے چھ سالہ مَدَنی منّے کو لئے ایک طرف کھڑی تھی۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرتِ بلال رضی اللہ عنہ کو آمد کا سبب دریافت کرنے کے لئے بھیجا۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے قریب جا کر نگاہیں جھکائے آنے کی وجہ دریافت کی۔ خاتون نے بھرّائی آواز میں جواب دیا، آج رات کے پچھلے پَہر آپ اِعلان کرتے ہوئے میرے غریب خانہ کے قریب سے گزرے تھے، اِعلان سُن کر میرا دل تڑپ اٹھا۔ آہ! میرے گھر میں کوئی نوجوان نہیں تھا جس کا نذرانہ شوق لیکر حاضر ہوتی فقط میری گود میں یہی ایک یتیم بچّہ ہے جس کے والد گزشتہ سال غزوۂ بدر میں جامِ شہادت نوش کرچکے ہیں میری زندگی بھر کی پونجی یہی ایک بچّہ ہے جسے سرکارِ عالی وقار صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر نثار کرنے کے لئے لائی ہوں۔ حضرتِ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے پیار سے مَدَنی منّے کو گود میں اُٹھالیا اور بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کرتے ہوئے سارا ماجرا عرض کیا۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے مَدَنی مُنّے پر بہت شفقت فرمائی۔ مگر کمسنی کے سبب میدان جہاد میں جانے کی اِجازت نہ دی۔

وہ مائیں کرتی تھیں پیدا نمازی   دھنی تلوار کے میداں کے غازی

صلّوا علی الحبیب!   صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

دُنیا کیلئے تو وقت ہے مگر ......

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو اور مجھے پڑھنے میرے ہ کر سننے والی اسلامی بہنو!

دیکھا آپ نے مدنی مُنّے کا **جوشِ ایمانی** ؟ نیز پہلے کی مائیں اللہ و رسول عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم اور دینِ اسلام سے کس قَدَر والہانہ مَحبت کرتی تھیں۔ جو لوگ اپنے جگر پاروں کو دنیا کے حُصول کی خاطر اپنے شہر سے دوسرے شہر بلکہ دوسرے ملک تک میں اور وہ بھی برسوں کیلئے بھیجنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں مگر اپنے ہی شہر میں ہونے والے **دعوتِ اسلامی** کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں تھوڑی دیر کیلئے بھی جانے سے روکتے ہیں، سنّتوں کی تربیت کی خاطر مَدَنی قافلوں میں چند روز سفر کرنے سے مانع ہوتے ہیں اُن کو اِس حِکایت سے دَرس حاصِل کرنا چاہیے۔ آہ! ہم تھوڑے سے وَقت کی قُربانی دینے سے بھی کتراتے ہیں اور ہمارے اَسلاف اپنا جان و مال سب کچھ راہِ خُدا عزوجل میں قربان کرنے کیلئے ہر پل تیار رہتے تھے۔

"**اُسْدُ الْغَابَہ**" میں ہے، امیرُ المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عُمرِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دَورِ خلافت میں جنگِ قادسیہ لڑی گئی تھی۔ حضرت سیدتنا خنساء رضی اللہ عنہا چاروں شہزادوں سَمیت اُس جنگ میں شریک ہوئی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے جنگ سے ایک روز قبل اپنے چاروں شہزادوں کو اِس طرح نصیحت فرمائی۔ "میرے پیارے بیٹو! تم اپنی خوشی سے مسلمان ہوئے اور اپنی ہی خوشی سے تم نے ہجرت کی اُس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، تم ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہو میں نے تمہارے نَسب کو خراب نہیں کیا تمہیں چاہیے کہ اللہ عزوجل نے مجاہدین کے لئے عظیم الشان ثواب رکھا ہے یاد رکھو! آخرت کی باقی رہنے والی زندگی دنیا کی فنا ہونے والی زندگی سے بدر جہا بہتر ہے سنو! سنو! قرآنِ پاک کے (چوتھے پارے، سورۂ الِ عِمران کی آیت نمبر ۲۰۰) میں ارشاد ہوتا ہے:۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا قف وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ع

ترجمۂ کنزالایمان : اے ایمان والوں! صبر کرو اور صبر میں دُشمنوں سے آگے رہو اور سرحد پر اسلامی ملک کی نگہبانی کرو اور اللہ عزوجل سے ڈرتے رہو اس اُمّید پر کہ کامیاب ہو۔

صبح کو بڑی ہوشیاری کے ساتھ جنگ میں شرکت کرو اور دشمنوں کے مقابلے میں اللہ عزوجل سے مدد طلب کرتے ہوئے آگے بڑھو اور جب تم دیکھو کہ لڑائی زور پر آگئی اور اُس کے شعلے بھڑکنے لگے ہیں تو اُس شُعلہ زن آگ میں گُھس جانا۔ کافروں کے سردار کا مقابلہ کرنا اِنْ شَاءَ اللّٰہ عزوجل عزّت و اکرام کے ساتھ جنّت میں رہو گے۔ جنگ میں حضرت سیدتنا خنساء رضی اللہ عنہا کے چاروں شہزادوں نے بڑھ چڑھ کر کفار کا مقابلہ کیا اور یکے بعد دیگرے جامِ شہادت نوش کر گئے۔ جب ان کی والدہ محترمہ رضی اللہ عنہا کو ان کی شہادت کی خبر پہنچی تو انہوں نے بجائے واویلا مچانے کے کہا، اُس پیارے اللہ عزوجل کا شکر ہے جس نے مجھے چار

شہید بیٹوں کی ماں بننے کا شرَف عطا فرمایا۔ مجھے اللہ عزّ وجل کی رَحمت سے امّید ہے کہ میں بھی ان چاروں شہیدوں کے ساتھ جنّت میں رہوں گی۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

غلامانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جان دینے سے نہیں ڈرتے
یہ سر رہ جائے یا کٹ جائے وہ پروا نہیں کرتے

گفتار کے غازی

دنیا بھر سے آئے ہوئے **میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو**! آخر وہ کون سا جذبہ تھا جس نے ہر مَرد و عورَت بلکہ بچے بچے کو اسلام کا شیدائی بنادیا تھا۔ وہ کاملُ الایمان مومن تھے۔ وہ جوشِ ایمانی کے جذبے سے سرشار تھے اور آہ! آج کا مسلمان کمزوریٔ ایمان کا شکار ہے اُن کے پیش نظر ہر دم اللہ و رسول عزّ وجل و صلی اللہ علیہ وسلم کی رِضا ہوا کرتی تھی مگر ہائے افسوس! آج کے مسلمان کی اب اس طرف کوئی توجہ ہی نہیں۔ وہ اللہ و رسول عزّ وجل و صلی اللہ علیہ وسلم کی مَحبت میں مَست تھے اور ہائے بد نصیبی! آج کے مسلمان دنیا کی محبت میں مُستغرَق ہیں۔ وہ اعلیٰ کردار کے مالِک ہوا کرتے تھے مگر بد قسمتی سے آج کے مسلمان فقط **گفتار کے غازی** بن کر رہ گئے ہیں، آہ! صد ہزار آہ! ہم نے دنیا کی محبت میں ڈوب کر، رِضائے الٰہی عزّ وجل کے کاموں سے دُور ہو کر، اپنی زندگیوں کو گناہوں سے آلودہ کر کے اپنے میٹھے میٹھے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری پیاری سنّتوں کو اپنانے کے بجائے اَغیار کے فیشن کو اپنا کر اپنی حالت کو خود بگاڑ ڈالی ہے۔ پ ۱۳ سورۃ الرعد کی گیارھویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:۔

ان اللّٰہ لا یغیر مابقوم حتّٰی یغیرُوا مَابانفُسھِم ط

میرے آقا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ اپنے شہرۂ آفاق ترجمۂ کنز الایمان شریف میں اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں، ’’بے شک اللہ عزّ وجل کسی قوم سے اپنی نعمت نہیں بدلتا جب تک وہ خود (نافرمانیوں میں مبتلا ہو کر) اپنی حالت نہ بدلیں‘‘۔

افسوس صد ہزار افسوس! بے عَمل کے سبب ہم ذِلّت و رُسوائی کے عَمیق گڑھے میں نہایت ہی تیزی کے ساتھ گرتے چلے جا رہے ہیں۔ ایک وقت وہ تھا جب کُفّار مسلمانوں کے نام سے لرزہ براندام ہو جایا کرتے تھے اور آج انقلابِ مَعکُوس نے مسلمانوں کو کُفّار سے خوفزدہ کر رکھا ہے۔

اے خاصۂ خاصانِ رُسُل صلی اللہ علیہ وسلم وقتِ دُعا ہے
اُمّت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے
جو دِین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں آج غریبُ الغرباء ہے
جس دین کے مَدعُو تھے قَیصر و کِسریٰ
خود آج وہ مہمان سَرائے فُقَراء ہے
وہ دین ہوئی بزمِ جہاں جس سے فُروزاں
اب اُس کی مجالس میں نہ بتّی نہ دِیا ہے
جس دین کی حُجّت سے سب اَدیاں تھے مَغلُوب
اب مُعتَرِض اُس دین پہ ہر ہر زہ سَرا ہے

چھوٹوں میں اِطاعت ہے نہ شفقت ہے بڑوں میں — پیاروں میں محبت ہے نہ یاروں میں وفا ہے

گو قوم میں تیری نہیں اب کوئی بڑائی — پر نام تری قوم کا یاں اب بھی بڑا ہے

ڈر ہے کہیں یہ نام بھی مٹ جائے نہ آخر — مُدّت سے اِسے دَورِ زماں میٹ رہا ہے

جو قوم کہ مالک تھی عُلوم اور حِکَم کی — اب عِلم کا واں نام نہ حِکمت کا پتا ہے

کھوج ان کے کمالات کا لگتا ہے اب اتنا — گُم دَشت میں اِک قافِلہ بے طَبَ و دَرا ہے

جو کچھ ہیں وہ سب اپنے ہی ہاتھوں کے ہیں کرتُوت — شکوہ ہے زمانے کا نہ قسمت کا گِلہ ہے

دیکھے ہیں یہ دِن اپنی ہی غفلت کی بدولت — سچ ہے کہ بُرے کام کا انجام بُرا ہے

فریاد ہے اے کشتیٔ اُمّت کے نگہبان صلی اللہ علیہ وسلم — بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

اے چشمۂ رَحمت بابِی انتَ وَاُمّی — دنیا پہ ترا لُطف سَدا عام رہا ہے

جس قوم نے گھر اور وطن تجھ سے چھڑایا — جب تُو نے کِیا نیک سُلوک اُن سے کیا ہے

سو بار ترا دیکھ کر عفو اور ترحُّم — ہر باغی و سَرکش کا سر آخر کو جھکا ہے

برتاؤ ترے جبکہ یہ اعداء سے ہیں اپنے — اعداء سے غلاموں کو کچھ امید سِوا ہے

کر حق عزّوجل سے دُعا امتِ مرحوم کے حق میں — خطروں میں بہت جس کا جہاز آ کے گھِرا ہے

امت میں تری نیک بھی ہیں بد بھی ہیں لیکن — دِلدادہ ترا ایک سے ایک اِن میں سوا ہے

ایمان جسے کہتے ہیں عقیدے میں ہمارے — وہ تیری محبت تری عِترت کی وِلا ہے

جو خاک ترے در پہ ہے جاروب سے اُڑتی — اب تک وہیں قِبلہ تری اُمت کا رہا ہے

جس شہر نے پائی تری ہجرت سے سعادت — مکّے سے کشش اُس کی ہر اک دل میں سِوا ہے

کل دیکھئے پیش آئے غلاموں کو ترے کیا — اب تک تو ترے نام پہ ایک ایک فِدا ہے

ہم نیک ہیں یا بد ہیں پھر آخر ہیں تمہارے — نسبت بہت اچھی ہے اگر حال بُرا ہے

تدبیر سنبھلنے کی ہمارے نہیں کوئی — ہاں ایک دُعا تیری کہ مقبولِ خدا عزّوجل ہے

خود جاہ کے طالب نہ ہیں عزت کے ہیں خواہاں — پر فکر ترے دین کی عزّت کی سَدا ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو !
نہایت ہی سنجیدگی کے ساتھ اپنے کردار کا جائزہ لیجئے۔ اپنے گناہوں سے سچّی توبہ کیجئے اور اپنے اندازِ سرِنَو **جوشِ ایمانی** پیدا کیجئے اور یہ مَدَنی سوچ بنایئے کہ مجھ پر اپنی اور دُنیا بھر کے لوگوں کی اِصلاح کی ذِمّہ داری ہے۔ اگر آپ نے اپنی ذمہ داری کو سمجھ کر اللہ و رسول عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ڈوب کر اس مَدَنی کام کا بیڑا اُٹھالیا تو اللہ و رسول عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کے پیار کی بَرَکت سے اِنْ شَاءَ اللّٰه عزوجل آپ کا دونوں جہاں میں بیڑا پار ہوگا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰه عَلٰی اِحْسانِہٖ!

ہم کو اللہ اور نبی سے پیارے ہے عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم اِنْ شَـــاءَ الـــلّٰـــه عزوجل اپنا بیڑا پار ہے

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی قُربانیاں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو ! اپنی اور دُنیا بھر کے لوگوں کی اصلاح کیلئے آپ کو اپنے اندر قربانی کا جذبہ پیدا کرنا ہوگا۔ بغیر قربانی پیش کئے کچھ نہیں ہوسکتا۔ ہمارے پیارے پیارے اور میٹھے میٹھے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی خاطِر کیسی کیسی قربانیاں پیش کیں اس کا تصوُّر ہی لرزا دینے کیلئے کافی ہے۔ راہِ خُدا عزوجل میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حد ستایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہوں میں کانٹے بچھائے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر برسائے گئے۔ کفارِ بداَطوار آپ کو شہید کرنے کے بھی دَرپے رہے مگر ہمارے پیارے پیارے اور میٹھے میٹھے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہمّت نہ ہارے آپ کی مسلسل جِدوجُہد رنگ لائی اللہ عزوجل کے فضل وکرم سے جو لوگ دُشمن تھے وہ دوست بن گئے جو جان کے دَرپے تھے وہ جانیں قربان کرنے لگے جو دوسروں کو مسلمان ہونے سے روکتے تھے وہ خود مسلمان ہوکر تبلیغِ اسلام میں مصروف ہوگئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰه عزوجل صَحابہٴ کرام علیہم الرضوان نے بھی دین کیلئے محنت کی اور آج ساری دُنیا میں اسلام کی بہاریں ہیں وہ اللہ عزوجل کی عنایت سے پیارے مُصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت اور تربیّت سے صَحابہٴ کرام علیہم الرضوان کی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔

جنّت کا مکان

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو ! آپ بھی نیکی کی دعوت کی خاطِر قربانیوں کیلئے کمربستہ ہوجایئے اور ڈھیروں ثواب کمایئے۔ مُکاشِفَةُ القُلُوب میں ہے، حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صدِیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا مشرِکین سے جنگ کے بغیر بھی جہاد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! اللہ تعالیٰ کے ایسے مجاہدین بھی زمین پر ہیں جو کہ اُن شُہداء سے افضل ہیں جو زندہ ہیں، اُنھیں روزی ملتی ہے، یہ زمین پر چل رہے ہیں، اللہ تعالیٰ اِن کے ساتھ آسمان کے فرشتوں کے سامنے فَخر فرماتا ہے، ان کے لئے جنّت سجائی جاتی ہے۔ حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نیکی کا حکم کرنے والے، بُرائی سے روکنے والے، اللہ تعالیٰ کی خاطِر محبت

کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر دشمنی رکھنے والے، پھر ارشاد فرمایا، اُس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ بندہ بلند ترین مکان میں ہوگا جو شہداء کے مکانات سے بلند ہوگا، ہر مکان میں یاقوت اور سبز زُمُرُّد کے تین سو دَروازے ہوں گے، ہر دروازے پر روشنی ہوگی، ایسا آدمی تین لاکھ حوروں سے نکاح کرے گا، جو انتہائی پاک باز اور خوبصورت ہوں گی، جب بھی وہ کسی ایک حُور کی طرف دیکھے گا تو وہ کہے گی، ''آپ نے فُلاں دن اللہ تعالیٰ کا ذِکر کیا اور آپ نے اِس طرح نیکی کا حکم دیا اور برائی سے منع کیا'' الغرض جب بھی وہ کسی حور کی طرف دیکھے گا تو وہ نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے کی وجہ سے اُس کا ایک اعلیٰ مقام بتائے گی۔

وہ جنّتی ہے!

دیکھا آپ نے! جو نیکی کی دعوت دینے والا ہے اُس کیلئے کیسی کیسی خوشخبریاں ہیں! ہمّت کیجئے اور راہِ خُدا عزّ وجل میں سفر فرمایئے خود بھی سنّتیں سیکھئے اور دوسروں کو بھی سکھایئے۔ ''کَنْزُالْعُمّال'' میں سیدنا ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ''جو اپنے دین کا عِلم سیکھنے کیلئے صُبح کو چلا یا شام کو چلا وہ جنّتی ہے''۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کتنے خوش نصیب ہیں وہ اسلامی بھائی جو علمِ دین سیکھنے کی نیّت سے مَدَنی قافلوں میں سفر کرتے ہیں کہ ان کیلئے جنّت کی بِشارت ہے۔

اُنچاس (۴۹) کروڑ گُنا ثواب

الحمدللہ عزّ وجل راہِ خدا میں نکل کر نماز، روزہ اور ذِکرُ اللہ عزّ وجل کا اَجروثواب بھی بہت بڑھ جاتا ہے، چُنانچہ ''ابوداؤد شریف'' میں ہے، سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار، رسولوں کے سردار، ہم غریبوں کے غمگسار، ہم بے کسوں کے مددگار، شہنشاہِ اَبرار، بَعطائے پروردگار غیبوں پر خبردار، صاحبِ پسینۂ خوشبودار، شفیعِ روزِ شمار جنابِ احمدِ مختار صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ خوشبودار ہے، ''بے شک راہِ خدا عزّ وجل میں نماز، روزوں اور ذِکر کا ثواب راہِ خدا عزّ وجل میں مال خرچ کرنے سے سات سو گُنا زیادہ ہے'' اب یہ بھی سن لیجئے کہ راہِ خدا عزّ وجل میں مال خرچ کرنے کا ثواب کیا ہے! چُنانچہ ''ماجہ شریف'' میں ہے، جو راہِ خدا عزّ وجل میں مال بھیجے اور خود گھر بیٹھا رہے تو اُس کیلئے ہر دِرہم کے بدلے سات سو درہم ہیں اور جو راہِ خدا عزّ وجل میں جہاد کرے اور خرچ بھی کرے اُسے ایک دِرہَم کے بدلے سات لاکھ دِرہم کا ثواب ملے گا۔ یہ فرما کر آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃُ البقر کی یہ آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی،

واللّٰہ یضاعفُ لمن یشآء **ترجمۂ**: ''اور اللہ عزّ وجل اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے''۔

حُصولِ دنیا کیلئے سفر ......

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو ! جھوم جایئے! ان دونوں احادیث مبارَکہ کو ملا کر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ راہِ خداعزَّ وجلّ میں نکل کر نماز، روزہ اور ذِکر کا ثواب اُنچاس کروڑ گُنا ملتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی بشارت ہے کہ اللہ عزَّ وجلّ جس کیلئے چاہے اِس سے بھی زیادہ بڑھائے۔ ان دو احادیث کو جمع کر کے جو اُنچاس کروڑ گنا ثواب نکالا ہے وہ ہر نیکی کیلئے نہیں بلکہ **''ابنِ ماجہ''** کی حدیث میں نماز، روزہ اور ذِکر کی صَراحت ہے۔ اِس مسئلہ کی تفصیل کیلئے مجھ گنہگار کا رسالہ **'' اُنچاس کروڑ نمازوں کا ثواب ''** ملاحظہ فرمایئے۔ غور تو فرمایئے! لوگ تنخواہ اور آمدنی کی زیادتی کیلئے اپنے شہر سے دوسرے شہر، اپنے ملک سے دوسرے ملک جا پڑتے ہیں۔ ماں باپ اپنے بچّوں سے برسوں دُور پڑے رہتے ہیں۔ آہ! آج حُصولِ دنیا کی خاطر لوگ ہر طرح کی قربانیاں دے رہے ہیں مگر اس قدر عظیم الشان اجر وثواب کی بشارتوں کے باوَجود راہِ خداعزَّ وجلّ میں چند روز کیلئے بھی سفر کرنے کو تیار نہیں ہوتے۔

ڈیڑھ سو (150) قافلے

ذرا سوچئے تو سہی! ہمارے میٹھے میٹھے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دَس سالہ مَدَنی ظاہری حیاتِ طیّبہ میں کم وبیش ڈیڑھ سو مدنی قافِلے سفر کروائے جن میں ۲۵ سفر وہ ہیں جن میں بنفسِ نَفیس آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل رہے۔ کسی قافلے میں چالیس ہزار تو کسی میں تیس ہزار، کسی میں دس ہزار تو کسی میں ایک ہزار، کسی میں ۵۰۰ تو کسی میں ۳۱۳ کسی میں ۱۵ تو کسی میں ۱۰ کسی میں آٹھ تو کسی میں فقط سات اَفراد نے سفر کیا کسی مدنی قافلے میں تین ماہ تو کسی میں دو ماہ کسی میں بیس دن تو کسی میں پندَرہ دِن سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے صَرف ہوئے۔ اپنے علاوہ جو سوا سو قافلے سفر کروائے ان میں چھ چھ ماہ والے قافلے بھی شامل ہیں ان قافلوں کا استِقبال پھول کے گجروں اور مرحبا کے نعروں سے نہیں خون آشام تلواروں سے ہوا کرتا تھا ان قافلوں میں سفر کرنے والوں نے اپنے قیمتی وقت کے ساتھ ساتھ مال بھی خرچ کیا بلکہ جان کی قربانیاں دینے سے بھی دَریغ نہیں کیا۔ آہ! وہ حضرات اسلام کی خاطر کیسی کیسی صُعُوبتیں برداشت کر گئے اور آہ! ایک ہم ہیں جن کے شب و روز صِرف اور صِرف دنیا ہی کی ترقّی کیلئے وَقْف ہیں۔

آہ صد ہزار آہ!

واعظِ قوم کی وہ پختہ خیالی نہ رہی!
برقِ طبعی نہ رہی ، شعلہ مقامی نہ رہی

رہ گئی رسمِ اذاں ، رُوحِ بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا، تلقینِ غزالی نہ رہی

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحبِ اَوصافِ حجازی نہ رہے

ہر مسلماں رگِ باطل کے لئے نشتر تھا
اس کے آئینۂ ہستی میں عمل جوہر تھا

جو بھروسا تھا اسے تو فقط اللہ پر تھا
ہے تمہیں موت کا ڈر، اُس کو خُدا عزوجل کا ڈر تھا

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر اَزبر ہو!
پھر پسر قابلِ میراثِ پدر کیونکر ہو!

ہو کوئی مستِ مئے ذوقِ تن آسانی ہے
کیسا بھائی! ترا انداز مسلمانی ہے؟

حیدری فقر ہے، نے دولتِ عثمانی ہے
تم کو اَسلاف سے کیا نسبتِ روحانی ہے؟

وہ زمانے میں معزّز تھے مسلماں ہوکر
اور تم خوار ہوئے تارِکِ قرآں ہوکر

تم ہو آپس میں غضبناک ، وہ آپس میں رحیم
تم خطاکارو خطابیں، وہ خطا پوش و کریم

چاہتے سب ہیں کہ ہوں اوجِ ثُریا پہ مُقیم
پہلے ویسا کوئی پیدا تو کرے قلبِ سَلیم

تختِ فغفور بھی ان کا تھا سَریر کے بھی
یوں ہی باتیں ہیں، کہ تم میں وہ حمیّت ہے بھی؟

خودکشی شیوہ تمہارا، وہ غیور و خوددار
تم اُخوّت سے گریزاں ، وہ اُخوّت پہ نثار

تم ہو گفتار سراپا، وہ سراپا کردار
تم ترستے ہو کلی کو، وہ گلستاں بکنار

اب تلک یاد ہے قوموں کو حکایت اُن کی
نقش ہے صفحۂ ہستی پہ صداقت اُن کی

مثلِ بوقید ہے غنچے میں ، پریشاں ہوجا
رَخت بَردوش ہوائے چمنستاں ہوجا

ہے تنک مایہ ، تو ذرّے سے بیاباں ہوجا
نغمۂ موج سے ہنگامۂ طوفاں ہوجا

قوّتِ عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دَہر میں اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اجالا کردے

عقل ہے تیری سپر عشق ہے شمشیر تری!
مرے دَرویش ! خِلافت ہے جہانگیر تری

ما سِوا اللہ عزوجل کے لئے آگ ہے تکبیر تری
تُو مسلمان ہے تقدیر ہے تدبیر تری

کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وَفا تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

جوشِ ایمانی کا ثبوت دیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو ! آپ بھی ہمت کیجئے اور کا ثُبوت دیتے ہوئے اللہ عزوجل کے پیارے محبوب دانائے غُیوب صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی قربانیوں کو عمل طور پر خراجِ تحسین پیش کرنے کیلئے مدَنی قافلوں میں سفر کی نیّت فرمایئے۔ غالبًا آپ کی راہوں میں کوئی کانٹے نہیں بچھائے گا، آپ پر پتھراؤ نہیں کیا جائے گا، آپ کی راہوں میں تو لوگ آنکھیں بچھائیں گے، میدانِ کارزار میں چلچلاتی ہوئی دھوپ میں تلوار پکڑ کر آپ کو کفار سے نَبرد آزمان ہونے کیلئے نکلنے کافی الحال میں نہیں کہہ رہا۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہ عزوجل وقت آنے پر ہم **جِہادبالسّیف** میں بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہ عزوجل بے شمار مدَنی قافلے آج راہِ خدا عزوجل میں سفر کریں گے۔ آپ بھی اُٹھئے! ہمت کیجئے اور تیس دن کیلئے آج ہی سفر پر روانہ ہونے والے مدَنی قافلوں کیلئے اپنا نام لکھوایئے۔ جو فی الحال تیس دن کیلئے سفر نہیں کر سکتے وہ کم از کم تین دن کیلئے تو چل ہی پڑیں۔ دنیا بھر سے آئے ہوئے لاکھوں اسلامی بھائیوں سے اُبھرتے ہوئے عظیم الشان بینَ الاقوامی سنّتوں بھرے اجتماع میں بے شمار اسلامی بھائی قافلوں میں سفر کرنے والوں کے نام لکھ رہے ہیں آپ بھی ہمت کر کے نام لکھوا دیجئے۔ کوئی محروم نہ جائے سبھی نیت کریں اور چل پڑیں۔

ایک چُپ سو سُکھ